حضرت مولانا نثار احمد مظاہریؒ

مفسر

مدرس

داعی

مفتی ناصر الدین مظاہری

ناشر

دار العلوم الخیریہ سندر پور ضلع سہارنپور (یوپی)

بسم الله الرحمن الرحیم

احمدہٗ و اصلی علی رسوله الکریم. امابعد!

حضرت مولانا نثار احمد مظاہریؒ استاذ تفسیر وحدیث مظاہر علوم (وقف) سہارنپور نے طویل علالت کے بعد ۲۱ رمئی ۲۰۲۲ء کی رات تقریباً ڈیڑھ بجے دہلی کے بترا ہوسپٹل میں آخری سانس لی۔ اناللّٰہ و انا الیه راجعون.

مولانا موصوف بڑے اوصاف وکمالات کے حامل، اچھی لیاقت وصلاحیت کے مالک، تدبیر وتدبر سے آراستہ وپیراستہ، وعظ وتقریر، درس وتدریس، سلوک واحسان اور علوم وعرفان کی دولت سے مالامال تھے، وہ کم گو تھے لیکن بولنے کے مواقع اور تقاضوں پر خوب بولتے تھے، ان کا فکر پختہ، ان کا قلم شگفتہ اور ان کا بود وباش معیاری تھا، وہ اچھی زندگی بسر کرتے تھے، علماء اور طلبہ کے لئے ہمیشہ اچھا سوچتے، اچھا چاہتے اور اچھے مشورے دیتے تھے، مظاہر علوم سے فارغ تھے، حضرت مولانا محمد اسلم مظاہریؒ مہتمم کاشف العلوم کے زمانہ اہتمام میں مولانا نثار احمد مظاہریؒ نے جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور میں کافی دن خدمت کی، وہاں پانی کی بڑی ٹنکی کا صرفہ مولانا کی وساطت سے ہی پورا ہوا ہے۔ آپ نے کچھ مدت المعہد الاسلامی مانک مئو میں بھی خدمت کی ہے، پھر آپ نے سہارنپور دہلی شاہ راہ پر سندر پور جیسی خوبصورت اور سندر جگہ پر ہائی وے سے متصل ایک بڑی اراضی خریدی، اس ہائی وے پر شاندار کالجز، بڑے اسکول، معیاری

عصری ادارے موجود ہیں اس لئے مولانا کی خواہش اور چاہت تھی کہ ایک شاندار مسجد بھی بنوائی جائے، چنانچہ پہلے مولانا نے بڑے رقبہ پر عام بھارتی طرز تعمیر سے ہٹ کر ایک خوبصورت، کشادہ اور پرشکوہ مسجد بنوائی جس میں اوپر نیچے کئی سو نمازیوں کی گنجائش ہے پھر اسی مسجد سے متصل دارالعلوم الخیریہ کے نام سے مدرسہ بنوایا، مدرسہ کی عمارت بھی ماشاء اللہ بڑی عمدہ اور خوبصورت ہے۔آپ اپنے ماتحتوں پر خوب اعتماد کرتے تھے اوران کی تربیت اس انداز میں کر لیتے تھے کہ کبھی کسی ماتحت نے بے وفائی نہیں کی،مولانا سے بگاڑ نہیں ہوا،مولانا لمبے لمبے سفر پر ہوتے تب بھی ماتحت حضرات مدرسہ کے تعلیمی نظام کو متاثر نہ ہونے دیتے تھے۔

میری محدود معلومات کے مطابق آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا محمد ہاشم قاسمی مدظلہ،حضرت مولانا مکرم حسین سنسار پوری مدظلہ،حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ مغیثی مدظلہ اور داعی اسلام حضرت مولانا کلیم احمد صدیقی مدظلہ پھلت سے تھا،آپ کہہ سکتے ہیں کہ مولانا نثار احمد مظاہری کو کندن بنانے،صیقل کرنے،ان کی روحانیت میں دم تازہ پھونکنے اوران کی خدمات میں خلوص اوراخلاص کی روح کورواں کرنے میں ایک طرف تو حضرت مولانا محمد ہاشم قاسمی مدظلہ مہتمم مدرسہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور کی فکرمندیاں شامل ہیں تو دوسری طرف پورے سنسار میں اپنی روحانیت،حکمت اورللہیت کے باب میں شہرت رکھنے والے حضرت مولانا سید محمد مکرم حسین سنسار پوری مدظلہ کی دعائے نیم شب کا وافر حصہ ہے،اسی طرح مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ مغیثی مدظلہ کی توجہات سامیہ نے مولانا کی ذات میں کمال اوران کی صفات میں جمال کی ایک

کہکشاں پیدا کر دی تھی۔

آپ کے ایک اور مرشد گرامی ہیں جن کا نام داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی مدظلہ ہے،صدیقی صاحب مدظلہ سے آپ کافی متأثر تھے،کاردعوت،طریق دعوت،نظام دعوت،حکمت دعوت،اسلوب دعوت،ضرورت دعوت، اہمیت دعوت اور مواقع دعوت جیسے امور میں مولانا کو بڑی بصیرت حاصل تھی۔

مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہ کو مولانا نثار احمد مظاہریؒ کی صلاحیتوں ،لیاقتوں، بصیرتوں اور تقریر وخطابت میں جوش وجذبہ سے ہٹ کر خلوص ومحبتوں کی پرکھ حاصل تھی، بتا تا چلوں کہ حضرت مولانا کلیم صدیقی مدظلہ دومنٹ میں مخاطب کا حدوداربعہ جان لیتے ہیں، اپنی مسکراہٹ میں اپنا درد اپنا کرب چھپا کر رکھتے ہیں، ان کے تبسم کے پیچھے ان کا جوار بھاٹا محسوس کر پانا ممکن نہیں ہے، دوران تقریر نہ خطابت کا جوش ہوتا ہے، نہ مترادفات کا شور ہوتا ہے، نہ لہجوں کی بناوٹ ہوتی ہے، نہ گفتگو میں سجاوٹ ہوتی ہے، نہ عربی وفارسی اقتباسات اور اشعار کا طومار ہوتا ہے، نہ خودستائی ہوتی ہے، نہ ایران توران کی باتیں اور حکایتیں ہوتی ہیں، صاف اور شفاف لہجہ ہوتا ہے، قلب سے کرب تک ایک ایسی دنیا بسی ہوتی ہے جہاں آپ کو صرف خلوص ملے گا، اخلاص کا آسمان اور خاکساری ومسکنت کی زمین ملے گی، خلق خدا کا درد ملے گا، شریعت کی تشریح ملے گی، طریقت کی تفصیل ملے گی، اکابر کی باتیں ملیں گی، اصاغر کی حوصلہ افزائی ملے گی، چھوٹے سے چھوٹے کارکن کی خدمت کا ذکر ایسے انداز میں برسر منبر ومحراب کر دیتے ہیں کہ وہ چھوٹا شخص نئے دم خم کے ساتھ، نئی حکمت اور بصیرت کے ساتھ، نئے آب وتاب کے ساتھ نئی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ اپنے تشنہ کام کو مکمل

کرنے کا عزم بالجزم کرلیتا ہے۔ کتنے ہی بے کاروں کو مولانا کے حوصلہ افزاء جملوں نے کارآمد بنادیا، کتنے ہی اداروں کو مولانا کی ذات ہمہ صفات کے باعث تازہ دم اورعزم مصمم کی توفیق ملی، کتنی ہی غیرآباد مساجد کو سجدوں کی رونق حاصل ہوئی، کتنے ہی مکاتب میں ننھے ننھے بچوں کو توتلی زبان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے اور ناظرہ وحفظ کرنے کی توفیق ملی۔ کتنے ہی ان پڑھ بالغ افراد بالغ نظر ہوگئے ، کتنے ہی صاحبان نظر کی نظر میں دین کی محبت پیدا ہوئی۔ سچ کہوں تو مولانا کلیم صدیقی جس ہستی کا نام ہے وہ ہستی بظاہر دکھتی اکیلی ہے لیکن ان کے اندر ایک جماعت اور جمعیت موجود ہے۔

حضرت مولانا نثار احمد مظاہریؒ نے سب سے زیادہ حضرت مولانا کلیم صدیقی کی ذات کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا، ان ہی کے طرز پر اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کی تھی، ان ہی کا لہجہ، ان ہی کا انداز، ان ہی کا اسلوب، ان ہی کی باتیں، ان ہی کے تذکرے، ان ہی کا مزاج اور ان ہی کے اسباق کو تازہ کرتے تھے، اسی لئے حضرت مولانا کلیم صدیقی مدظلہ کو بھی مولانا سے خصوصی لگاؤ اور انس ہو چلا تھا، مولانا نثار کے اندر مولانا صدیقی کو وہ خوبیاں نظر آرہی تھیں جو غالباً کسی اور کے اندر اس درجہ میں نظر نہیں آرہی تھیں اسی لئے بہت سے اجلاس، پروگرام، دعوتی نشستیں اور تبلیغی مجالس میں مولانا صدیقی اپنا جانشین بنا کر مولانا نثار احمد مظاہریؒ کو بھیجا کرتے تھے۔ اور مولانا کا حال یہ تھا کہ بلا کم کاست پیغام محبت بانٹنے اور تقسیم کرنے کے لئے حسب الحکم منزل پر پہنچ جایا کرتے تھے۔ مولانا کلیم صاحب کرایہ نہیں لیتے ہیں مولانا نثار احمد بھی اسی طرز اور اسی روش پر چلنے کی کوشش کرتے تھے۔ مولانا صدیقی آرام اور راحت کے قائل نہیں ہیں مولانا

نثاراحمد بھی آرام اورراحت میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتے تھے،سفر سے سفر پر،جلسہ سے جلسہ میں ،درس سے درس میں،دعوت سے دعوت میں ،کسی منزل کواپنی منزل نہیں جانا،جہاں گئے وہیں سے اگلی منزل کا نظام بناڈالا،کیالوگ تھے جواپنی جان سے ''بے وفائی'' کرکے دین اسلام اورعہدالست میں کئے گئے وعدے اورارادے کے ایفاء میں دن رات کا چین وسکون صرف کردیا۔دین ،شریعت، طریقت، اسلام کااحیاء، کلمہ حق کی سربلندی،انسانیت کی فلاح اوررسالت کا چرچااورشہرہ ان کا مقصدحیات بن چکا تھا۔

تیرہ چودہ سال پہلے آپ کاتقرر مظاہرعلوم (وقف) میں تدریس کے لئے ہواتھا، آپ کے تدریسی جوہر کھلے،مولانامحمدسعیدی مدظلہ کے حکم پرآپ نے سہارنپور میں جامن والی مسجد محلّہ ہرن ماران میں اتواراور پیرکودرس تفسیر کامعمول بنالیا۔درس تفسیر کی قبولیت اورمحبوبیت میں اضافہ ہواتو پھول والی مسجد کھاتہ کھیڑی میں ہفتہ کودرس قرآن شروع کردیا۔یہ عوامی دروس دھیرے دھیرے اتنے مقبول ہوئے کہ دورونزدیک سے لوگوں کاایک ہجوم شریک درس ہونے لگا،مسجدیں کشادگی کے باوجودتنگ محسوس ہونے لگیں،ہرن ماران کی مسجد کی انتظامیہ نےخواتین کے شدیدتقاضوں کومدنظررکھتے ہوئے مسجد سے قریب کے مکانات اوران کی چھتوں تک لاؤڈاسپیکرنصب کئے اوراس طرح خواتین کی بڑی تعدادنے آپ کے دروس میں شرکت کی سعادت حاصل کی ،مولاناہی کے بقول خواتین کی اتنی بڑی تعدادشریک ہوتی تھی کہ قرب وجوارکی سڑکیں،گلیاں اورمکانات بھرجایاکرتے تھے۔مولاناکادرس تفسیرلوگوں میں مقبول ہوتا گیایہاں تک کہ بہت سی جگہوں سے لوگوں نے تقاضے شروع کردئے کہ دنوں کے اعتبار سے الگ الگ

مساجد میں تفسیری نظام بنایااورمرتب کیاجائے چنانچہ الحمدللہ مولاناہفتہ میں کئی جگہ تفسیر کادرس دیتے تھےاور ہرجگہ عوام کی بڑی تعدادشریک درس ہوتی تھی۔

بنگلور کے حضرات بہت ہی عمدہ مزاج رکھتے ہیں ،ملک کاکریم کریم علمی طبقہ بنگلورجاتابھی رہتاہے ،آپ کی شہرت اورمقبولیت سن کروہاں کے احباب نے بھی چاہاکہ ماہ رمضان المبارک میں مولانادرس تفسیر کے لئے بنگلورتشریف لایاکریں چنانچہ خودمولاناکے بقول بنگلورمیں درس تفسیر سے بڑافائدہ یہ ہواکہ مجھے مستقل موضوع اورعنوان منتخب کرناپڑتاتھا،اہالیان بنگلورکاکہناتھاکہ تفسیرکادرس توبہت سے علماء نے بنگلورمیں دیالیکن جوخوبیاں مولانانثاراحمدمظاہریؒ کے درس میں نظرآئیں وہ کسی اورکے درس میں نظرنہیں آئیں۔شہرسہارنپورکےآپ کے چاہنے والےحضرات نے ایک ویب سائٹ پرآپ کےتفسیری دروس پابندی کےساتھ اپلوڈبھی کرنےشروع کئے چنانچہ ایک وقت ایسابھی آیاکہ درس تفسیرلائیوشروع کردیاگیا،جتنی تعدادحاضرین کی ہوتی تھی اس سے کہیں زیادہ تعدادانٹرنیٹ پراستفادہ کرنےوالوں کی ہوتی تھی۔

مولانانثاراحمدمظاہریؒ ابن عبدالرشیدمرحوم اصلاً کھیڑہ افغان کے رہنے والے تھے،انتہائی تعلیم کے لئے مظاہرعلوم پہنچے،چودہ سودس ہجری میں مظاہرعلوم (وقف) سہارنپورسے دورۂ حدیث شریف پڑھ کرفارغ ہوئے۔روزی اورروزگارنے انھیں کھیڑہ افغان کی بجائے سہارنپورمیں ہی بودوباش اختیارکرنے پرمجبورکردیا،شہرمیں منڈی سمیتی روڈپرخوبصورت مکان آپ نے کافی پہلےتعمیرکرایاتھا،تمام اولادنے یہیں پرورش پائی۔

حضرت مولانا نثار احمد مظاہریؒ کو تقریر کا بڑا ملکہ تھا، وہ جس موضوع پر بولتے تھے اتنا مرتب، اتنا مکمل اور اتنا عجیب ،نکتہ رس،نکتہ آفریں اور حکمت وبصیرت سے پُر ہوتا تھا کہ لوگوں کے درمیان کافی دن تک ان کی تقریر کے چرچے ہوا کرتے تھے، وہ جہاں ایک دفعہ بلائے گئے تو آئندہ کے لئے ان کی گویا تاریخ متعین ہوگئی ، کتنے ہی مواقع ایسے ہیں جن کو میں بھی جانتا ہوں کہ سالانہ خصوصی تقریبات میں مولانا بالخصوص بلائے جاتے تھے۔تقریر عوام وخواص دونوں کے مطلب کی ہوتی تھی ،نکتہ آفرینی اور باریک باتوں کی نشاندہی میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال بخشا تھا، اسی طرح آپ تحریری میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے، جب وقت ملتا، حالات ہوتے ،تقاضا ہوتا تو خوبصورت مضمون ان کے قلم سے نکلتا اور بڑے حلقہ میں دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ روزنامہ انقلاب دہلی نے مظاہر علوم کے بارے میں خصوصی شمارہ نکالنے کا فیصلہ کیا، اخبار کی انتظامیہ بالخصوص عقیل بھائی نے مظاہر علوم (وقف) کی انتظامیہ سے رابطہ کیا، اس مشورہ میں مولانا نثار احمد مظاہریؒ بھی شریک رہے ، چنانچہ مدرسین حضرات کے درمیان مقررہ عناوین تقسیم کردئے گئے ، مولانا نثار احمد مظاہریؒ کا عنوان تھا ’’عالمی سطح پر علمائے مظاہر علوم کی علمی وروحانی اور سماجی خدمات‘‘ مولانا نے اس موضوع پر کئی صفحات کا مبسوط مضمون تحریر فرمایا تھا۔

آپ بڑی اچھی صحت کے مالک تھے،لاک ڈاؤن سے کچھ پہلے مولانا علیل ہوئے ، دہرہ دون میں زیر علاج رہے، آپریشن بھی ہوا، کچھ دن بعد پھر بیماری نے عود کیا اور ہریانہ کے ایک ہوسپٹل میں آپریشن ہوا، پے در پے پیٹ کے آپریشن سے

مولانا بالکل نڈھال ہوگئے، کھانے پینے کی بندشیں لگ گئیں، پرہیزی کھانا ساتھ میں لے کر چلتے تھے، شعبان میں نکوڑ قصبہ میں ایک جلسہ میں مجھے بھی مدعو کیا گیا، مولانا کی مختصر مگر بہت اہم تقریر ہوئی۔اس کے بعد سالانہ کی تعطیل میں میں اپنے وطن چلا گیا، سنا ہے رمضان المبارک مولانا نے بنگلور میں گزارنے کا فیصلہ کیا، وہیں غالبا بیس رمضان المبارک کو طبیعت خراب ہوئی، دہلی لائے گئے، بترا ہوسپٹل میں زیر علاج رہے اور آخر کار تین چار ہفتہ وہیں زیر علاج رہ کر جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون.**

آپ کے انتقال پرملال کی خبر کلفت اثر سن کر شہر گویا سن سا ہوگیا، جس نے بھی خبر سنی دانتوں تلے انگلی دبالی، ایسا جوان، شجیع، شجاع اور مرنجا مرنج انسان بہت کم کسی نے دیکھا ہوگا، فکر، تدبیر، تدبر، سلیقہ، نظم، ضبط، دوراندیشی، بالغ نظری، ہوشمندی، بات کی گہرائی تک پہنچنے اور قوت فیصلہ پر قدرت ایسی حاصل تھی کہ آپ ان سے کوئی بھی مشورہ لیں مکمل خلوص اور اعتماد کے ساتھ جو بھی مشورہ دیتے تھے حکمت سے بھرا ہوتا تھا۔

وقت کے بڑے پابند تھے، جب جس کو وقت دے دیا ہر صورت میں اس وعدے کو پورا فرماتے تھے، ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ آج رات کھانا میرے ساتھ کھالیں، میں نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے عشاء بعد حاضر ہوجاؤں گا، مسکرا کر فرمایا کہ مظاہر علوم والوں کی عشاء تو تہجد میں ہوتی ہے، بات اصل یہ ہے کہ مدرسہ میں مغرب بعد طلبہ تکرار ومطالعہ اور مذاکرۂ کتب کی وجہ سے مصروف رہتے ہیں، انھیں اس کے لئے اچھا خاصا وقت مطلوب ہوتا ہے اس لئے مدرسہ کی وہ مساجد جہاں طلبہ قیام کرتے ہیں جیسے دارالطلبہ

قدیم،دارالطلبہ جدید تو ایسی جگہوں پر نماز عشاء گرمیوں میں ساڑھے نو بجے رات میں ہوتی ہے ویسے بھی ہر موسم میں نماز عشاء عام طور پر تاخیر سے ہی ہوتی ہے۔میں نے عرض کیا کہ پھر تو عشاء آپ والی مسجد میں پڑھ لوں گا فرمایا یہ بہتر ہے،نماز عشاء سے پہلے فون آیا اور فرمایا کہ گاڑی بھیج رہا ہوں،فرید آپ کو لے کر آجائیں گے۔میں نے منع کیا کہ اِدھر ٹریفک کا مسئلہ رہتا ہے میں رکشہ سے آجاؤں گا،اس صورت میں وقت پر پہنچنا آسان ہے،گاڑی کی صورت میں تاخیر یقینی ہے۔

یوں تو بارہا مجھے مولانا کے ساتھ سفر کی نوبت آئی ہے،صرف ایک واقعہ بتاتا چلوں: ایک دفعہ ایک پروگرام میں مجھے مولانا کے ساتھ جانا تھا،داعی نے مولانا سے فون پر میرے بارے میں بتادیا کہ وہ بھی مدعو ہیں اور آپ ہی کے ساتھ انھیں بھی آنا ہے۔ تو مولانا نے مجھے فون کیا اور فرمایا کہ مدرسے والوں سے جلسوں کے موقعوں پر کھانے کے معاملہ میں اچھی خاصی بے ترتیبی رہتی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کھانا میرے ساتھ ہی غریب خانے پر کھانا کھالیں،کھانے سے فارغ ہوکر جلسے میں چلیں،مدرسے والوں سے کھانا نہ کھانے کا عذر ابھی سے کردوں گا تاکہ وہ کھانے کے تکلف میں نہ پڑیں اور ہمارا اچھا خاصا وقت بچ جائے۔اس قسم کے سیکڑوں واقعات مولانا کے ساتھیوں،صاحب زادوں،خدام اور متعلقین کے ذہن میں محفوظ ہوں گے۔کوشش کی جائے کہ مولانا کے وہ تمام واقعات یکجا ہوجائیں جن سے بعد والوں کی رہنمائی ہوسکے۔

ایک بار ایک پروگرام سے رات دیر میں واپسی ہوئی،مولانا باہر سڑک پر ہی اتر گئے اور مجھ سے فرمایا کہ گاڑی آپ کو مدرسہ پہنچا کر واپس آجائے گی،میں نے ہر چند منع

کیا کہ میں ای رکشہ سے چلا جاؤں گا لیکن مولانا بالکل تیار نہ ہوئے اور اعذار و مانع کے باوجود گاڑی میرے حوالے کردی۔

مولانا نے بارہا فرمایا کہ دارالعلوم الخیریہ سندر پور پڑھنے لکھنے والوں کے لئے بہت مناسب جگہ ہے، مدرسہ میں مہمان خانہ بھی شایان شان ہے، کوہ شوالک کے دامن میں واقع ہونے کی وجہ سے یہاں کا ماحول بھی خوش گوار رہتا ہے، آپ ہر جمعہ کو یا جمعرات کو سندر پور آجایا کریں، آمدورفت کا نظم بھی ہوجائے گا، اس سے آپ کو شہر کی بھیڑ بھاڑ اور آلودگی سے کچھ نجات ملے گی اور تشنہ تکمیل تحریری امور بھی بحسن وخوبی انجام دے سکو گے۔

دارالعلوم الخیریہ بلاشبہ آپ کے خوابات ومنامات کی حسین تعبیر ہے، آپ کے تجربات ومشاہدات کا عکس جمیل ہے، آپ کی دوراندیشی وبالغ نظری کا بین ثبوت ہے، آپ کے خلوص واخلاص کا تاج محل ہے، آپ کے دردِ دل، فکرونظر اور دعوات صالحات کا پیکر مجسم ہے، آپ کی دیدہ وری اور محنت ومشقت کا برگ وبار اور وادیٔ گلزار ہے، اس تعلیم گاہ کے قیام میں آپ کے بزرگوں کی آہ سحر گاہی داخل وشامل ہے، اس کی جڑیں ثابت اور اس کی شاخیں بلند ہیں، اس کا معیار تعلیم، اس کا نظام تربیت اور اس کا نصاب تعلیم سب کچھ آپ کے تدبیر وتدبر کا جیتا جاگتا نمونہ ہے، سچ کہوں تو چھٹمل پور سے دہرہ دون تک واحد تعلیمی ادارہ ہے جو شارع عام پر اتنی اہم جگہ قائم ہے، جہاں نمازیوں کو نماز کی ادائیگی کے لئے آرام وراحت ہے، دوردراز کے مہمان بھائیوں کے لئے گویا ایک مہمان خانہ ہے، علماء وصالحین اور دعاۃ ومبلغین کے لئے سرائے

اور مسافر خانہ ہے،مولانا یہی تو چاہتے تھے کہ ان کی ذات سے لوگوں کو نفع پہنچے،ان کے اخلاق وکردار سے نئی نسلوں کو کچھ سیکھنے کا موقع ملے،ان کی بصیرت مندیوں، خردنوازیوں،اسلاف کے اکرام واحترام اور صالحین وسالکین کے لئے راحت وآرام کے تمام تر اسباب اور وسائل مولانا نے اپنے مدرسہ میں جمع کرر کھے تھے،لاریب ان کی سوچ بہت بلند تھی ،وہ مہمانوں کے لئے تواضع اور ضیافت کے باب میں بہتوں کو پیچھے چھوڑ چکے تھے،ان کی سنجیدہ گفتگو،ان کا رسیلا لب ولہجہ،ان کا سجیلا انداز اور ان کا دلربا تبسم قیامت تھا،وہ چند منٹ میں ناواقف کو اپنا گرویدہ ،انجان شخص کو اپنا مرید اور اجنبی انسان کو اپنا غلام بنالیتے تھے،حقیقت یہ ہے کہ ان کی تربیت اور ان کے تجربات سے دنیا نے اب فائدہ اٹھانا شروع کیا تھا کہ الرحیل الرحیل کی صدائے بازگشت ان کی سماعتوں سے ٹکرائی اور لبیک وسعدیک کہتے ہوئے مالک حقیقی کے پاس ایسے چلے گئے گویا کبھی تھے ہی نہیں،گویا ایک خواب تھے،گویا نیند کا ایک جھونکا تھے، واقعی اتنی بافیض شخصیت کے یوں چلے جانے سے دنیا نے خود کو محروم سمجھا تو غلط نہیں سمجھا،کتنے ہی لوگ ان کی ذات سے مستفید ہوتے تھے کیا سہارنپور، کیا علاقہ سہارنپور، کیا دہرہ دون کیا دور دراز کے شہر،صوبے اور ممالک ،نگہ بلند تھی،سخن دلنواز تھی،جان پرسوز تھی،ان کے سینے میں ایک دھڑکتا دل تھا،ان کے سر میں ایک ایسا دماغ تھا جو صرف گوشت کا لوتھڑا نہیں کام کا ایک جام جام تھا،ان کی پیشانی فکرو تدبر کی علامت تھی،ان کی رفتار،ان کی گفتار،ان کا انداز تقریر،ان کا طرز تدریس ،ان کا اسلوب خطابت،ان کا انداز تخاطب سب کچھ دلوں کو موہ لینے والا تھا،چالاکی ان کے اندر

نہیں،عیاری سے کوسوں دور، مکاری کا قریب سے گزر نہیں، غداری کا شائبہ نہیں، بایں ہمہ ان کی ذات سے فیض بیکراں کے اتنے چشمے اور سوتے جاری تھے کہ سہارنپور میں بیک وقت تین تین جگہ تفسیر کا درس بھی ہوتا تھا، مدرسہ میں چھ گھنٹے تدریس بھی ہوتی تھی، ایک مسجد میں ہفتہ واری خانقاہی نظام بھی چلتا تھا، دہرہ دون میں ہر ماہ ذکر واذکار کا سلسلہ بھی جاری تھا، ماہ رمضان میں بنگلور والوں کو فیضیاب فرماتے تھے، ہر جمعہ کو اپنے مدرسہ میں خانقاہی نظام چلاتے تھے، دن کے اجالوں اور رات کی تاریکیوں میں، سفر در سفر، کبھی جلسوں کی مشغولی تو کبھی دعوت دین کی مصروفیت، درجنوں لوگوں نے آپ کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھا، کتنے ہی لوگوں کو آپ کے ذریعہ توبہ کی توفیق ملی، کتنے بے نمازی نمازی ہوگئے، کتنے گمنام نیک نام ہوگئے، کتنے شعلے سرد ہوئے، کتنے جھگڑے فرو ہوئے، کتنے اختلافات کے فیصل بنے، کتنے کٹھن حالات ومشکلات میں ثابت قدم رہے۔ ایک دردان کے سینے میں، ایک دردان کی پیشانی پر، ایک دردان کے ذہن ودماغ میں خون کی گردش کی طرح جاری وساری رہتا تھا کہ کس طرح قوم مسلم راہ راست پر آجائے، کس طرح مسلمان اپنے مقصد تخلیق کو سمجھ لیں، کس طرح مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں، کس طرح مسلمان خالص موحد، خالص مؤمن، خالص اللہ والے بندے بن جائیں۔ نہ دن میں آرام نہ رات میں سکون، ان کی ہمہ جہت مصروفیات کو دیکھ کر ان کا بھلا چاہنے والے آخر کار نصیحت اور ہدایت پر اتر آتے تھے کہ مولانا اتنی محنت نہ کیا کریں، جسم وجان کا بھی حق ہے، بدن بھی سکون کا طالب ہے، سونا بھی سنت نبوی ہے، وقت پر کھانا بھی ضروری ہے اور مولانا یہ سب سن کر صرف مسکراہٹ سے

جواب دیتے تھے کیونکہ انھیں شاید اندازہ تھا کہ جن کی منزل دور ہوتی ہے وہ راستے میں اپنا پڑاؤ مختصر کرتے ہیں، جن کی منزل دور ہوتی ہے وہ پیچھے مڑ مڑ کر سنگ میل نہیں گنتے ہیں، جن کے عزائم بلند ہوتے ہیں وہ راستوں کے خار سے الجھتے نہیں ہے بلکہ کنارہ کش ہوکر نکلتے، آگے بڑھتے اور قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں، کبھی فور وہیلر پر، کبھی ٹو وہیلر پر اور کبھی پیدل چلتے ان کو دنیا نے دیکھا ہے، خوش کلام، خوش اخلاق، خوش بخت، خوش نہاد، خوش خو، خوش بو، خوش دل ، خوش فکر، خوش نظر اور خوش اطوار وخوش کردار انسان تھے کیا لکھوں کہاں تک لکھوں ، کیسے لکھوں کیونکر لکھوں قلم کی روشنائی ، آنکھوں کی نمی، ہاتھوں کی لرزش اور دل کی بے چینی لکھنے سے مانع ہے لیکن پھر بھی اتنا ضرور کہوں گا اور یہ کہنے میں میں بالکل حق بجانب ہوں کہ مولانا نثار احمد مظاہریؒ اسم بامسمیٰ تھے، وہ ہر اچھی چیز پر نثار ہو جاتے تھے، ہر اچھے کام پر نثار، ہر اچھی خدمت پر نثار، بار بار مجھ سے فرمایا کہ میری طبیعت چاہتی ہے کہ تمہاری تحریری خدمات کی وجہ سے ایک پروگرام کروں جس میں اعزازی ڈگری دی جائے۔

کئی سال پہلے ناظم صاحب کی خدمت میں دوران گفتگو مجھے مخاطب بنا کر فرمایا کہ میں بہت سی جگہوں پر تقریروں کے لئے بلایا جاتا ہوں چونکہ تحریری شکل میں علمائے مظاہر علوم کے کوئی واقعات نہیں ہیں اس لئے جن بزرگوں کے واقعات شائع شدہ ہیں ان ہی کے بیان کرتا ہوں ، اگر اکابر مظاہر کے وہ تمام واقعات جو مختلف لوگوں کی زبانوں پر، حضرت شیخ کی آپ بیتی میں یا ادھر ادھر کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں ان کو یکجا اور مرتب کر دو تو یہ بہت ہی قیمتی چیز ہوگی اور امت کو فائدہ پہنچے

گا۔ چنانچہ کچھ ہی دنوں کے بعد ایسے واقعات کا سلسلہ سوشل میڈیا پر شروع کردیا جس کا عنوان تھا ''یہ تھے اکابر مظاہر'' یہ قسطیں گردش کرتے کراتے مولانا کے پاس بھی پہنچتی تھیں چنانچہ ایک دن ملاقات ہوئی تو اپنی پسندیدگی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ یہ سلسلہ ماشاء اللہ بہت مفید ہے اس کو جاری رکھو اور جب چھپنے یا چھاپنے کی نوبت آئے تو میں حاضر ہوں میں خود چھپواؤں گا۔

آہ کیا بتاؤں، کیسے بتاؤں جس دن کتاب چھپ کر آئی اسی دن مولانا ہمارے درمیان سے چھپ گئے۔ **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئی عندہ بأجل مسمّٰی فلتصبر ولتحتسب.**

خطبات ہاشم، خطبات سعید کے علاوہ کئی کتابیں آپ کی ترتیب دادہ ہیں کچھ کتابیں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں اور کچھ کتابیں منتظر اشاعت ہیں۔ مقام شکر ہے کہ مولانا کے بعض متعلقین نے مولانا کے خطبات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا عظیم حوصلہ افزا سلسلہ شروع کیا ہے۔ خدا کرے یہ عظیم کام بحسن وخوبی تکمیل کو پہنچے۔

☆☆☆

دارالعلوم الخیریہ سندر پور

”دارالعلوم الخیریہ بلاشبہ آپ کے خوابات ومنامات کی حسین تعبیر ہے،آپ کے تجربات ومشاہدات کا عکس جمیل ہے،آپ کی دوراندیشی وبالغ نظری کا بین ثبوت ہے،آپ کے خلوص واخلاص کا تاج محل ہے،آپ کے درددل ،فکرونظراوردعوات صالحات کا پیکر مجسم ہے،آپ کی دیدہ وری اورمحنت ومشقت کا برگ وباراوروادیٔ گلزار ہے،اس تعلیم گاہ کے قیام میں آپ کے بزرگوں کی آہ سحر گاہی داخل وشامل ہے،اس کی جڑیں ثابت اوراس کی شاخیں بلند ہیں،اس کا معیارتعلیم ،اس کا نظام تربیت اوراس کا نصاب تعلیم سب کچھ آپ کے تدبیروتدبر کا جیتا جاگتا نمونہ ہے،سچ کہوں تو چھٹمل پور سے دہرہ دون تک واحد تعلیمی ادارہ ہے جوشارع عام پراتنی اہم جگہ قائم ہے،جہاں نمازیوں کونماز کی ادائیگی کے لئے آرام وراحت ہے،دوردراز کے مہمان بھائیوں کے لئے گویاایک مہمان خانہ ہے،علماء وصالحین اوردعاۃ ومبلغین کے لئے سرائے اورمسافرخانہ ہے،مولانایہی توچاہتے تھے کہ ان کی ذات سے لوگوں کونفع پہنچے،ان کے اخلاق وکردار سے نئی نسلوں کوکچھ سیکھنے کاموقع ملے،ان کی بصیرت مندیوں،خردنوازیوں،اسلاف کے اکرام واحترام اورصالحین وسالکین کے لئے راحت وآرام کے تمام تراسباب اوروسائل مولانانے اپنے مدرسہ میں جمع کررکھے تھے۔“ (مفتی ناصرالدین مظاہری)

DARUL-ULOOM AL-KHAIRIA

VILL. & P.O. SUNDARPUR, SAHARANPUR (U.P.) 247662

Mob. 09412680425-7906268574-9675638988